بن سهل ان خالته[۶۴] قالت لقد اقرء نا رسول الله صلى الله عليه وسلم آية الرجم "الشيخ والشيخة فارجموهما بما قضيا من اللذة".

آیاتِ منسوخہ کی تیسری قسم منسوخ التلاوۃ دون الحکم آیات کے بارے میں بطور امثلہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات اوران کی اسنادی حیثیت کے بارے میں جرح و تعدیل کے ماہرین کی آراء آپ نے ملاحظہ فرمائیں جن سے معلوم ہوا کہ آیاتِ منسوخہ کی اس قسم کے بارے میں ان کی پیش کردہ روایات کا وہ مقام نہیں ہے کہ ان کی بنیاد پر قرآن مجید کی کسی آیت کا ثبوت کیا جا سکے' کیونکہ ایک طرف تو وہ اخبار احاد ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ ظن غالب کا ثبوت ہوتا ہے' اور ظاہر ہے کہ جن احادیث سے ظن غالب کا ثبوت ہواُن کو قرآن مجید کی آیات (قطعی الثبوت' قطعی الدلالۃ) کے اثبات کے لئے بنیاد کیونکر بنایا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف ان کی پیش کردہ تقریباً ہر روایت کے سلسلہ سند میں کوئی نہ کوئی ضعیف راوی بھی موجود ہے۔ لہٰذا میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات کی بنیاد پر قرآن مجید کی آیات کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(وضاحت) علامہ موصوف کی پیش کردہ روایات میں کچھ روایات کا تعلق

---

۲۰) الليث : ليث بن سعد احد الاعلام والائمة الاثبات ثقة حجة بلا نزاع ميزان الاعتدال' ج۳' ص ۴۲۶

۶۱) خالد بن يزيد : قال ابوزرعة والنسائى :ثقة وقال ابوحاتم: لا باس به وذكره ابن حبان فى الثقات وقال العجلى: ثقة وقال يعقوب بن سفيان مصرى: ثقة. تهذيب التهذيب' ج۳' ص ۱۲۹ -

۶۲) سعيد بن ابى هلال : قال ابو حاتم :لا باس به . قال بن سعد :ثقة ان شاء الله تعالى وقال الساجى :صدوق . وقال العجلى : ثقة ووثقه ابن خزيمة والدارقطنى والبيهقى والخطيب وابن عبد البر وغيرهم' تهذيب التهذيب' ج۴' ص ۹۵

۶۳) مروان بن عثمان : قال ابو حاتم :ضعيف. وذكره ابن حبان فى الثقات' تهذيب التهذيب' ج۱۰' ص ۹۵

۶۴) خالتہ مجہول ہے۔

سزائے رجم سے بھی ہے۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ زانی محصن اور زانیہ محصنہ کے لئے جہاں تک سزائے رجم کا تعلق ہے تو میں اس کا قائل ہوں' کیونکہ رجم کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہے۔ چنانچہ نو صحابہ کرام کی روایات تو صرف صحیح بخاری میں موجود ہیں' یعنی حضرت علی' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبد اللہ بن عمر' حضرت ابو ہریرہ' ام المؤمنین حضرت عائشہ' حضرت جابر' حضرت زید بن خالد جہنی اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (۶۵)

صحیح مسلم میں ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل چھ صحابہ سے احادیث رجم مروی ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت' حضرت براء بن عازب' حضرت بریدہ' حضرت جابر بن سمرہ' حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم۔ (۶۶)

صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں مزید درج ذیل صحابہ کرام سے یہ روایات مروی ہیں۔ حضرت وائل بن حجر' ابی بن کعب' زید بن ثابت' عبداللہ بن مسعود' انس بن مالک' عبداللہ بن حارث' سہل بن سعد' قبیصہ بن حریث' ابو برزہ اسلمی' ابوبکر صدیق' ابوذر' ابوبکرہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم (۶۷)

احادیث رجم چونکہ متواتر ہیں لہٰذا ان سے آیت جلد کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔ البتہ مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ رجم کا ثبوت قرآن مجید سے کیا جائے اور اس کے لئے بطور دلیل ''الشیخ والشیخة ......'' کی آیت بیان کر کے اس کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی رکھنے کا قول کیا جائے۔ اگر رجم کا ثبوت قرآن مجید سے نہیں ہے تو پھر ان صحیح روایات کا مفہوم کیا ہے کہ جن سے صراحتاً یا ضمناً ''الشیخ والشیخة ......'' کے آیت قرآن ہونے کا ثبوت ہے۔ لہٰذا پہلے میں وہ صحیح روایات نقل کروں گا اور پھر ان کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کروں گا۔

---

۶۵) صحیح بخاری' ج۴' ص ۱۰۰۶ تا ۱۰۱۱

۶۶) صحیح مسلم' کتاب الحدود' باب حد الزانی

۶۷) الفتح الربانی' ج۱۶' ص ۵۸ تا ۱۰۰' مجمع الزوائد ج۶' سنن بیہقی' ج۸

اس سلسلے کی پہلی حدیث:

"عن ابی هریرة وزید بن خالد قالا کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فقام رجل فقال انشدک الاقضیت بیننا بکتاب الله فقام خصمه وکان افقه منه فقال اقض بیننا بکتاب الله وائذن لی قال قل قال ان ابنی کان عسیفا علی هذا فزنی بامرء ته فافتدیت منه بمائة شاة و خادم ثم سالت رجالا من اهل العلم فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائة وتغریب عام وعلی امرء ته الرجم فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاقضین بینکما بکتاب الله المائة الشاة والخادم رد علیک وعلی ابنک جلد مائة وتغریب عام واغد یا انیس علی امرء ة هذا فان اعترفت فارجمها فعدا علیها فاعترفت فرجمها"(۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو سو کوڑے لگانے اور دوسرے کو سنگسار کرنے کی سزا دی اور دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمایا' حالانکہ آیت سورۃ النور میں صرف کوڑوں کی سزا کا ذکر ہے' سنگساری کی سزا مذکور نہیں۔ تو ضمناً معلوم ہوا کہ سنگساری کی سزا پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جس کی تلاوت بعد میں منسوخ ہوگئی۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوڑوں کی سزا کی طرح سزائے رجم پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جو بعد میں منسوخ التلاوۃ ہوگئی' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کو جو اس آیت (جلد) کی مکمل تفسیر وتشریح اور تفصیلی حکم جو بذریعہ وحی اللہ عزوجل نے بتلادیا تھا وہ سارا کتاب اللہ ہی کے حکم میں ہے گو اس میں سے بعض حصہ کتاب اللہ میں مذکور اور متلو نہیں۔ (۶۹)

دوسری حدیث:

---

۶۸) صحیح البخاری' باب الاعتراف بالزنا

۶۹) معارف القرآن' جلد ششم' زیر آیت الزانیة والزانی

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت فاروقِ اعظمؓ کا خطبہ بروایت ابن عباس مذکور ہے۔ صحیح مسلم کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال عمر بن الخطاب وهو جالس على المنبر ان الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق وانزل عليه الكتاب فكان مما انزل الله عليه آية الرجم قرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده فاخشي ان طال بالناس زمان ان يقول قائل ما نجد الرجم في كتاب الله تعالى فيضلوا بترك فريضة انزلها الله وان الرجم في كتاب الله حق على من زنا اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف[۷۰]

''حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا' جبکہ وہ منبر پر تشریف فرما تھے' کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی' تو جو کچھ کتاب اللہ میں آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی ہے جس کو ہم نے پڑھا' یاد کیا اور سمجھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ زمانہ گزرنے پر کوئی یوں نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو وہ ایک دینی فریضہ چھوڑنے سے گمراہ ہو جائیں گے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ رجم کا حکم کتاب اللہ میں حق ہے اس شخص پر جو مَردوں اور عورتوں میں سے محصن ہو جبکہ اس کے زنا کرنے پر شرعی شہادت قائم ہو جائے یا حمل اور اعتراف پایا جائے۔''

یہ روایت صحیح بخاری میں زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جبکہ نسائی میں اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

انا لا نجد من الرجم بدا فانه حد من حدود الله الا وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد رجم ورجمنا بعده ولو لا ان يقول قائلون ان عمر زاد في كتاب الله ماليس فيه لكتبت في ناحية المصحف.

''زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی

۷۰) صحیح مسلم' کتاب الحدود' باب حد الزنا

حدود میں سے ایک حد ہے۔ خوب سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا تو میں قرآن کے کسی گوشے میں بھی اس کو لکھ دیتا''۔

حضرت فاروق اعظم کے اس خطبے سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رجم کے حکم کی کوئی مستقل آیت ہے جو سورۃ النور کی اس آیت (آیت جلد) کے علاوہ ہے' مگر صحیحین اور نسائی کی مذکورہ بالا روایت میں انہوں نے اس کے الفاظ نہیں بتلائے کہ کیا تھے' اور نہ یہ فرمایا کہ اگر وہ اس آیت نور کے علاوہ کوئی مستقل آیت ہے تو قرآن میں کیوں نہیں اور کیوں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ صرف اتنا فرمایا کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھ پر کتاب اللہ میں زیادتی کا الزام لگائیں گے تو میں اس آیت کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا۔

ان روایات پر مفتی محمد شفیع صاحب کا تبصرہ نقل کرنے سے پیشتر میں حضرت عمرؓ کے مذکورہ خطبے کے بارے میں موطا امام مالک کی روایت نقل کروں گا جس میں حضرت عمرؓ نے صراحتاً اس آیت رجم کے الفاظ بھی بتلائے ہیں۔

..... ثم قال ایاکم ان تھلکوا عن آیة الرجم ان یقول قائل لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لو لا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا "الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة"[۱۷]

''پھر انہوں نے کہا کہ آیت رجم سے (اعراض کر کے) ہلاکت میں نہ پڑنا کہ مبادا کوئی کہے کہ دو حد ہمیں کتاب اللہ میں نہیں ملتے۔ سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اس کو لکھ دیتا' البشیخ والشیخة اذا زنیا

۱۷) موطا امام مالک' کتاب الحدود' باب ما جاء فی الرجم

فارجموھما''

مفتی محمد شفیع صاحب حضرت عمر فاروقؓ کے اس خطبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس روایت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر وہ واقعی قرآن کی کوئی آیت ہے' اور دوسری آیات کی طرح اس کی تلاوت واجب ہے تو فاروق اعظم نے لوگوں کی بدگوئی کے خوف سے اس کو کیسے چھوڑ دیا جبکہ ان کی شدت فی امر اللہ مشہور و معروف ہے؟ پھر صحیحین اور نسائی کی روایت میں تو انہوں نے یہ فرمایا کہ ''میں اس کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا'' یہ نہیں فرمایا کہ میں اس آیت کو قرآن میں داخل کر دیتا۔'' انتہی

مؤطا کی روایت میں اگرچہ اس آیت کے بارے میں قرآن کے حاشیہ پر نہیں بلکہ اس کے قرآن مجید میں لکھنے کا انہوں نے فرمایا تھا' لیکن آخر سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا جری اور شدید فی امر اللہ (بجوائے حدیث نبوی: وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ ''شخص محض لوگوں کی بدگوئی سے قرآن مجید میں اس آیت کے اندراج سے کیسے رک گیا۔ (مضمون نگار)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''یہ سب امور اس کے قرائن ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے سورۃ النور کی آیت جلد کی جو تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جس میں آپ نے سو کوڑے لگانے کے حکم کو غیر شادی شدہ مرد وعورت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور شادی شدہ کے لئے رجم کا حکم دیا' اس مجموعی تفسیر کو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کو کتاب اللہ اور آیت کتاب اللہ سے تعبیر فرمایا' اس معنی میں کہ آپ کی یہ تفسیر و تفصیل بحکم کتاب اللہ ہے' وہ کوئی مستقل آیت نہیں' ورنہ حضرت فاروقِ اعظم کو کوئی طاقت اس سے نہ روک سکتی کہ قرآن کی جو آیت رہ گئی اس کو اس کی جگہ لکھ دیں۔ حاشیہ پر لکھنے کا جو ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ بھی اسی کی دلیل ہے کہ درحقیقت وہ کوئی مستقل آیت نہیں بلکہ آیت سورۃ النور کی تشریح میں کچھ تفصیلات ہیں۔ اور بعض روایات میں جو اس جگہ ایک مستقل آیت کے الفاظ مذکور ہیں وہ اسناد و ثبوت کے اعتبار سے اس درجہ میں نہیں کہ اس کی بناء پر قرآن میں اس کا اضافہ کیا جا سکے۔ حضرات فقہاء نے جو اس کو منسوخ التلاوۃ

دون الحکم ہی مثال میں پیش کیا ہے وہ مثال ہی کی حیثیت میں ہے' اس سے
درحقیقت اس کا آیت قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سورۃ النور کی آیت مذکورہ میں جو زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے لگانا مذکور ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل تشریح وتصریح کی بنا پر غیر شادی شدہ لوگوں کے لئے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔ یہ تفصیل اگرچہ الفاظِ آیت میں مذکور نہیں مگر جس ذاتِ اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے ناقابل التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے۔ اور صرف زبانی تعلیم وارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی صحابہ کرام کے مجمع کے سامنے ثابت ہے اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعے پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے شادی شدہ مرد وعورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم کتاب اللہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم سنت متواترہ سے قطعی الثبوت ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے یہی الفاظ منقول ہیں کہ رجم کا حکم سنت سے ثابت ہے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ (۷۲)

---

۷۲) معارف القرآن' جلد ششم' سورۂ نور' زیر آیت جلد

خدا سے منحرف مغربیت:
دجّالی تہذیب کا بدترین مظہر (3)

ریاض الحسن نوری ☆

امریکہ میں آج کل 20 لاکھ بلکہ لاتعداد بچے ماں باپ کے انتہائی ظلم کا شکار ہوتے ہیں۔ تشدد سے ہلاک بچوں پر ظلم کا حال ریڈرز ڈائجسٹ جنوری 1981ء میں پڑھیے' مزید دیکھیے: لندن ٹائمز 26-985

''امریکن اتنے زیادہ ناخوش کیوں رہتے ہیں جبکہ ان کو زندگی کی ہر آسائش اور عیاشی میسر ہے؟'' مصنفہ پیگی نونان

امریکہ کی مشہور ادیبہ جس نے پریذیڈنٹ ریگن اور سابق پریذیڈنٹ وغیرھم کے لیے بطور مصنف بھی کام کیا ہے' اپنے مضمون میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کا عنوان یوں ہے:

Why are Americans so unhappy when they have it so good.

اس مضمون کے شروع میں وہ بتاتی ہیں کہ ایک وقت تھا جبکہ امریکہ ترقی پر ترقی کیے جا رہا تھا' مگر پھر اس کا زوال شروع ہو گیا...... پرانے امریکہ میں ہم رات کو دروازوں میں تالے نہیں لگاتے تھے۔ ایک عورت اور مرد رات دو بجے بھی پارکوں میں ٹہل سکتے تھے۔ اس دور میں اگر کسی کی نوکری چلی جاتی تھی تو وہ یقین رکھتا تھا کہ اسے دوسری مل جائے گی۔ اب ایسا نہیں ہے...... ہم ہی نہیں بلکہ اب ہر شخص ناخوش ہے......

☆ مشیر وفاقی شرعی عدالت و ریسرچ سکالر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

اس کی وجہ وہ بیان کرتی ہیں: ''ہمارے آباء و اجداد دو زمانوں میں یقین رکھتے تھے (دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی) اس دنیاوی زندگی کو وہ تنہا، خراب اور بری اور جاہلانہ زندگی خیال کرتے تھے۔ ہم پہلی نسل ہیں جس میں انسان واقعی اس زمین پر خوشی کی زندگی کی امید رکھتا ہے، مگر اس کی تلاش نے ہمیں سخت ناخوش اور غمگین و فکر مند بنا دیا ہے۔ جنگ عظیم دوم کو تفکرات کا دور قرار دیا گیا اور اس دور میں احساس ہوا کہ ہم نے خدا کو کھونا اور بھولنا شروع کر دیا ہے۔ ہم نے خدا کو اپنے احساسات سے نکال دیا اور اس بات کو دل سے نکال دیا کہ وہ ہماری روزانہ کی زندگی کا حصہ اور اس کو بنانے والا ہے۔ ہماری نسل کے سامنے دو چیزیں ہیں۔ ایک مذہب پر ایمان اور دوسرے جدید ناامیدی کا فلسفہ۔ اب ہم موڑ پر کھڑے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارا اگلا قدم مذہبی یقین کی طرف اٹھ جائے۔ (39)

جیمز۔ سی۔ کالمین لکھتا ہے: ''غم و یاس کے جدید دور میں امریکن دس بلین ڈالر منشیات اور سکون حاصل کرنے والی کتابوں پر خرچ کرتے ہیں۔ سکون آور ادویات سینکڑوں ٹن استعمال ہوتی ہیں۔ آج کا ہر دسواں آدمی دماغی امراض کے ہسپتال میں داخل ہے۔ ان دس کے علاوہ کم از کم بیس اور لوگ ہیں جو پاگل خانوں کے قابل تو نہیں مگر نفسیاتی مریض ہیں۔ جرائم کی کثرت بھی ناخوشی، غم و یاس کو ثابت کرتی ہے۔ (40)

انگریزی دان حضرات جرائم کی ہولناکیوں کا اندازہ وقتاً فوقتاً ان مضامین سے لگا سکتے ہیں جو ریڈرز ڈائجسٹ میں چھپتے رہتے ہیں (ٹائم و نیوز ویک بھی اہم ہیں) ہم یہاں عبدالکریم عابد کے ایک تازہ مضمون ''کلچر کے نام پر تہذیب کش عمل'' کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

> ''امریکہ کے بارے میں پانچ مئی کے نوائے وقت میں بھی ایک مضمون اسرار احمد کسانہ نے نیویارک سے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''امریکی ماحول کی وجہ سے امریکہ میں مسلمانوں کی نئی نسل بھی دباؤ کا شکار ہے اور اکثریت گم کردہ راہ ہو جاتی ہے۔ (مضمون نگار نے لکھا ہے کہ) ان کے اردگرد کا ماحول تو ملاحظہ کیجئے

اور اندازہ لگائیے کہ ان پر کس قدر دباؤ ہوتا ہے۔ امریکہ میں روزانہ 1263 بچے بن بیاہی نوجوان ماؤں کے ہاں پیدا ہوتے ہیں۔ روزانہ 2740 اٹھارہ سال سے کم عمر کی لڑکیاں حاملہ ہو جاتی ہیں' ہر روز 4110 لڑکیاں اسقاطِ حمل کے جان سوز عمل سے گزرتی ہیں۔ ہر آٹھ منٹ کے بعد ایک شخص کو اغوا کیا جاتا ہے' ہر نوے سیکنڈ کے بعد ایک قتل ہوتا ہے' ہر سولہ سیکنڈ کے بعد ایک ڈاکہ پڑتا ہے۔ ایک دن میں 1439 بچے خودکشی کی کوشش کرتے ہیں' 15006 بچے پہلی دفعہ نشہ استعمال کرتے ہیں' 3506 بچے روزانہ گھروں اور سکولوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ جنسی بیماریوں کے مریضوں اور ایڈز وغیرہ میں انیس سال سے کم عمر بچوں کی تعداد ایک چوتھائی کے برابر ہے۔ پچاس فیصد سے زائد بچے شراب اور دیگر نشہ آور ادویہ کا استعمال کرتے ہیں۔

دوسری جانب ان سکولوں کی حالت دیکھئے' جہاں ہم اپنے نوجوانوں کو بھیج کر فخر کرتے ہیں۔ سینتیس فیصد سکولوں میں طلبہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ سکولوں کے اندر خوف کا یہ عالم ہے کہ تینتالیس فیصد بچے سکولوں کی لیٹرین استعمال نہیں کرتے۔ انچاس فیصد لڑائیاں اور جھگڑے کرتے ہیں' ستائیس فیصد لڑکیوں کو جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ ایک گھنٹے کے دوران امریکہ میں سکولوں کے گراؤنڈ میں دو ہزار سے زائد بچوں کو جسمانی طور پر زدوکوب کیا جاتا ہے۔ روزانہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار بچے خوف کی وجہ سے سکول سے غیر حاضر رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہر پانچ میں سے ایک طالب علم سکول میں ہتھیار لے کر جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ یہ اعداد و شمار فرضی نہیں' بلکہ امریکی کانگریس کے ترتیب شدہ ہیں)''(41)۔

روزنامہ نیوز کی 8 اگست 1994ء کی خبر ہے کہ لندن میں 10 سالہ لڑکے نے 3 سالہ بچی سے زنا بالجبر کیا' مگر اس کو محض وارننگ دے کر چھوڑ دیا گیا۔

یورپ میں ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ برطانیہ میں تقریباً ایک تہائی بچے اور آئس لینڈ میں نصف سے زائد بچے کنواری ماؤں نے جنم دیئے ہیں۔ برطانیہ میں ایسے بچوں کی تعداد اٹلی کے مقابلے میں 6 گنا زیادہ ہے۔ فرانس میں ایسے بچوں کی تعداد 30.1 فیصد ہے۔ شمالی یورپ کے ممالک میں پیدا ہونے والے ناجائز

بچوں کی تعداد 50 فیصد ہے۔ سویڈن میں 48.2 فیصد اور ڈنمارک میں 46.2 فیصد ہے[42]۔ ان اعداد و شمار کی تصدیق ورلڈ ایلمانیک وغیرہ سے کی جا سکتی ہے۔

دی نیوز نے اے ایف پی کے حوالے سے لکھا ہے کہ 1991ء میں تشدد کے جرائم میں 7 فیصد اضافہ ہوا۔ زنا بالجبر یا اس کی کوشش کے جرائم میں 59 فیصد اضافہ ہوا' جس کی کل تعداد دو لاکھ 7 ہزار 6 سو دس تھی۔ یہ تعداد پچھلے سال سے 130260 زیادہ تھی۔ پرتشدد جرائم کی تعداد 60 لاکھ 40 ہزار تھی۔ گھروں کے جرائم' چوری' ڈاکے ایک کروڑ پچاس لاکھ سے زیادہ تھے۔

رسالہ ٹائمز بابت 10 جون 1991ء کے مطابق ہر چار میں سے ایک عورت کو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ زنا بالجبر کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ 10 فیصد سے کم خواتین رپورٹ کرتی ہیں اور 5 فیصد سے کم مرد جیل بھیجے جاتے ہیں۔ ہر 18 سیکنڈ بعد ایک عورت کی ٹھکائی ہوتی ہے۔ آگے لکھا ہے کہ 3 میں سے ایک عورت کے ساتھ زندگی میں ایک مرتبہ زنا بالجبر ہوتا ہے۔ یہی بات خواتین کی تحریر کردہ کتاب ''دی نیو آور باڈیز' آور سیلوز'' مطبوعہ نیویارک کے صفحہ 99 پر درج ہے۔

گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے مطابق 1970ء میں اردن میں صرف ایک خودکشی ہوئی جب کہ 1965ء میں دنیا بھر میں 1000 سے زیادہ خودکشیاں ہوئیں۔ روس میں سب سے زیادہ خودکشیاں ہوتی ہیں۔ چین میں روزانہ 382 ہوتی ہیں۔ انگلینڈ اور ویلز میں اوسطاً روزانہ 1107 ہوتی ہیں۔ گویانا میں عوام کے عبادت خانے میں 18 نومبر 1978ء کو ایک دن میں زہر سے 913 خودکشیاں کی گئیں۔

نوائے وقت 14 نومبر 1998ء کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے امیر ترین بچے اکثر ناخوش رہتے ہیں۔ یقیناً اس دور میں غریب ہونا بہت بڑا معاشرتی جرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات بے انتہا دولت بھی انسان کو تمام تر سہولتوں کے باوجود ناخوش رکھتی ہے۔ معروف ماہر نفسیات ڈاکٹر ڈیوڈ نونس کا کہنا ہے کہ دنیا کے امیر ترین بچے اکثر